

۱۔ سنا رکھئے چند صفحہ اول  
۲۔ خوفناک زلزلہ کے متعلق خبریں لکھیں  
۳۔ مختلف شہروں سے زلزلہ کی خبریں سناؤ  
۴۔ ۱۱ روزہ  
۵۔ تعذیب القرآن کی سچی الزام  
۶۔ حضرت عبداللہ کی تقریر ملت الوداع  
۷۔ کی تقریر  
۸۔ خطبہ حیدر علی  
۹۔ حیدر علیوں کے جواب  
۱۰۔ الدعوت  
۱۱۔ ان ازلۃ الساعة شیء عظیم  
۱۲۔ دارالامان کا ہفتہ  
۱۳۔ حضرت اقدس کے رویا کثرت  
۱۴۔ سلسلہ مایہ یکے خاتمہ کا آخری حصہ  
۱۵۔ خواب کا کام صفحہ قرآنی کرد  
۱۶۔ فہرست مضامین کتاب سزا و عباد  
۱۷۔ استشارات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
لَا يَغَيِّرُ مَقَالِيدَهُمْ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بَيْنَ يَدَيْهِمْ

چونیم باور کئی چیاور قادیان مین  
دو مہینے شناسی غرض ہوا دہان مین

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی ترازوی

مکتبہ قریب خانہ

پہلی میت (۱) جو م سے صبر (۲) جو میں دعا دین سے عت (۳) ہندوستان پہلے سے  
(۴) غیر مذہب والوں سے ہے (۵) اپنی جائزہ کے فیصلے پہلے میں دیکھ سے کام لیں والا اگر ان کو کیا

دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ اپریل ۱۲۹۹ء مطابق ۲۳ صفر ۱۳۱۳ء جلد ۹

چونکہ اور دیگر ضروری اسباب اور سامان  
جمع ہو گئے ہیں۔ کام شروع ہو گیا ہے آج  
مفت افسر امام صلاح علیہ السلام نے فرمایا  
کہ ہندو کیلئے خاص تحریک کرنی چاہئے۔ اس وقت  
کام پر ہم پہنچے اور وہاں کے کسی شخص کی ضرورت ہے۔  
فرمانیہ شخص لیکن نری پنچیر اور آدمی جماعت میں  
ایک ایک روپیہ دین کو بہت جلد با سالی اپنی  
رقم جمع ہو سکتی ہے۔ از بسکہ یہ دن الٹی تحریک  
کے اور صدقات کے ایام میں اس پر کہ ہمارے  
بہائی بلکہ توجہ فرما کر اس کا رنجیہ رو کو ان کے  
دور کرنے کا جواب حاصل کرینگے شہر وں  
کی جماعت رہے شہری پرستانہ کرین بلکہ جن  
دہات میں ان کے ملکہ میں احمدی من اس میں بھی  
اطلاع دین پسے کہ بہت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ  
کی رضوان حاصل کرنے کا موقع مل جائے گا  
اسیہ ہے کہ اس اطلاع اور اعلام کے  
بعد ہر بہائی خاص توجہ اور جوش سے بہرہ  
نہم کیا میں گئے۔ والسلام

خاکسار عبدالحکیم - در اپریل

خوفنا که از آنکه معاق خبر این را علی بن

ہندوستان میں زلزلہ ۱۰۰۰ء اور ۱۰۰۱ء کے  
میں سے پہلے کے وقت میں کثرت زلزلہ محسوس ہوا  
جیسا کہ معلوم ہو چکا کہ یہ نقصان نہیں ہوا۔ ۱۰۰۰ء کے  
میں زلزلہ کی کثرت نہایت کثرت زلزلہ محسوس ہوا اور  
غریبہ ۱۵۰۰ء کے بعد کمزور رہا تاکہ خیال کیا جاتا ہے۔  
اس کے سبب سے زمین پر پانی پانی پانی پانی پانی پانی  
میں زلزلہ کے رفتار میں مغرب کی جنوب مغرب کی طرف  
میں کچھ نقصان نہیں ہوا۔  
عدلیہ خیر احمد زلزلہ سے کثرت نقصان پہنچا۔  
کالی پڑ میں زلزلہ ۱۰۰۰ء اور ۱۰۰۱ء کے  
۱۰۰۰ء میں صبح کے وقت میں زلزلہ کا نہایت کثرت  
محسوس ہوا۔ اس سے زیادہ خطرناک زلزلہ کجاش آیا نہایت  
کثرت میں کثرت محسوس ہوئی۔ جس کے زلزلہ ۱۰۰۰ء  
۱۰۰۱ء کے زلزلہ کے کثرت نقصان نہایت کثرت زلزلہ  
۱۰۰۰ء میں کثرت کثرت کے گرجا کے کثرت ہوا  
۱۰۰۱ء کے زلزلہ کو صدمہ پہنچا۔ اس کا ایک کثرت  
۱۰۰۰ء اس کے بعد متعدد کثرت زلزلہ کے  
۱۰۰۱ء کے زلزلہ میں کثرت محسوس ہوا۔  
۱۰۰۲ء اور ۱۰۰۳ء کے زلزلہ کے کثرت  
نہایت خوفناک اور ہندو زلزلہ میان آیا نقصان

ہوا معلوم نہیں ہوا۔ من مشرق سے مغرب کی جانب  
 تھا۔ پلاؤ تخت زمین صدر تقریباً من مشرق  
 محسوس ہوا۔ چار باغی تیسرے حصے محسوس ہوئے  
 تیسرا حصہ دریا۔ چار باغی من مشرق سے  
 اگر دائرہ جو کئی من نکلا۔ نصف گہرہ ہوا۔  
 چوتھے حصے محسوس ہوتے تھے۔  
 چٹھان کوٹ۔ کہتے ہیں کہ وہاں سالہ کاشن  
 زلزلے برباد ہو گئے۔ تمام سکانات زمین کے  
 ہم سطح ہو گئے ہیں۔ کچھ گریہ بعض ارمیں دیرت  
 سے اسی گفت ہوئے۔ چٹھان اور کچھ کٹی ہوئی  
 زمین کوئے من۔ خدا امین نہیں ہوتی۔  
 زبرد وول۔ ساڑھے چھ بجے صبح کے  
 ٹونک زلزلہ آیا اس کا رخ بظاہر مشرق سے مغرب  
 کی جانب تھا۔ اس کے چار حصے محسوس ہوئے۔  
 چٹھان تخت تھا جو پورے باغی من نکلا۔  
 کائنات اور دشت جو کئی من لے رہے تھے۔  
 زمین کہتے تھے گر جا یا اکل برباد ہو گیا۔ اور کئی مکان  
 لخت لخت و تخت سے ناقابلِ رہائش ہو گئے  
 بعض دیس کے خاک ہوئے۔ کئی روٹ ہوئی ہے۔  
 امرت سرحدی صبح زلزلہ کے تخت من  
 محسوس ہوئے۔ جس سے شہر میں بیت و بیچ  
 نقصان ہوا۔ پورے شہر کا ایک حصہ منہدم ہوا۔  
 اور شہر میں کئی کئی گریہا۔ خدا اشخاص

سکانون کو چھوڑ کر کچھ مہینوں میں شلایا اح سنت مگر  
مضافات، نالاب شند، وغیرہ میں چلے گئے۔ نقصان  
کا اندازہ کسی لاکھ روپیہ اور متعدد جانوں کا کیا جا  
سکتا ہے۔ اس سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر تشارن اپن  
پر زلزلہ آیا جہاں کوئی جاکلہ نہ مہر وچ ہو سکتا

مختلف ممالک و سرزمینوں کی خبریں

(نامہ نگاروں کی پیشین گوئی سے)

کوہ پٹور (۲۰ اپریل) صبح جب تک کہ ہشتاب  
سپان لڑا اس زور و شور سے باکر اکثر شکست کی سنیں  
خزینہ دار اور اکثرین دربارین برٹشین چنانچہ جلال  
اسٹیشن کا ایک حصہ گر رہا اور سید کوٹوالی ایک باغ  
کی ایک جیت گر رہی اور دو یواریں کی بارگاہ کی  
شکست ہوئیں۔ اور دربارین برٹشین رن گیا ہے کہ  
ریاست کو شہر میں اکثر شکست گر رہے اور بہت سے  
جانور اور جید جانور کا نقصان ہوا (میر محمد شریف ٹانہ)

امیر شہزادہ (۳۰) حیدر علی احمد نے آج کو مجاہدین  
فصل اور گرم رات۔ درندہ دنگ کی کوئی امید نہ تھی۔  
سکائی تھے اور پر کی منزل اور بہت سے مکان سر  
اور نیز لوگوں کے بالکل خواب پر غصے میں اہلوت  
باغیر من بعد حیدر علی ملک تھا۔ چہ بیجا ہوں







کیاں میں وہ انہیں جو وقتوں کو سبوتاہی میں  
آسمان پر ایک حکم لکھا گیا تھا اس سے  
ناراض ہو گیا تم رب عزت سے پوچھو گے  
کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ سعادۃ انسان  
باز آ جا کر  
صاعقہ کے سامنے کھڑا ہونا تیرا حق ہے  
خدا کا مومن کو ایک عرصہ پہلے ہیہ الہام شفا  
چکا ہے ائی اذا الصاعقۃ نہیں خدا  
سے ڈر جاؤ اور اس کے جلال کے سامنے  
سجدہ کرو۔

### غرض

ان سب واقعات کو کیا جی کر کے غور کرو اور خدا  
کے ماسور و مسلک کی توہین سے باز آ جاؤ۔  
اب میں مختصر طور پر اس زلزلہ کے متعلق ذکر  
کرتا ہوں جسے منقح یہ کہ مکمل لکھا گیا ہے سن  
خدا تعالیٰ کا یہ نشان عظیم شان تہری نشا  
اور زور آور حملہ تھا۔  
ہر ابریل کی شام تک کسی تنفس کو یہ خبر نہ تھی  
کہ کس جگہ کیا ہونے والا ہے۔ سرکاری محکمہ  
نے بھی کوئی پیش گوئی اس زلزلہ کے متعلق نہ کی تھی  
عام تجویز اور ہنگاموں کی تہران اور قیاد  
دانیان ہی ختم ہو چکی تھیں اور کسی نے کوئی خبر کے  
متعلق قبل از وقت شائع نہیں کی تھی جس سے  
اس نشان کی اور یہی عزت اور عظمت ہو  
جاتی ہے کیونکہ اگر ایسی حد میں شائع ہو چکی ہوتی  
تو مخالفت مان بداندیشی نہایت کہہ سکتے  
ہے کوئی نشان نہیں ہے یہ تو خبریں سننے ہی  
کہہ دیتا تھا۔

گو خدا تعالیٰ کی قدرت اور تصرف کو شاہد  
کر کے سب کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور سارے جہان  
اور اسے انور غائب رہ گئے۔ اور طبع ایک ایسی  
جیسا کہ خود حضرت مسیح کے کہا تھا کہ اس دن اور  
اس گھڑی کو میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتوں  
تک کوئی نہیں جانتا جیسا فوج کے دنوں میں ہوا  
و یسا ہی اب آدم کا آنا ہی ہو گا کہ حضرت ابن  
دنوں میں مومنان کے آگے کہتے ہیں یہاں کرتے  
پیا جے جاتے تھے اس دن تک کوئی گشتی نہیں  
اور نہ جانتے تھے جب تک کہ طوفان آیا۔  
ان علی کا پورا اثر رہا۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کی حمد  
نے پہلے سے بتایا ہوا تھا کہ خدا کے عذاب ایسے  
وقت آ جاتے ہیں کہ لوگ بے خیال خویش مست ہو کر  
ہیں اور انہیں کوئی دم و گمان ہی نہیں ہوتا۔  
کیونکہ خدا ہی آپ کو تاسع مینا اس نے  
فرمایا ہے کہ تم کوئی چیز نہیں جانتی الا خدا  
و ما ارسلنا فی قرآن من شیء الا انما

انہلکنا بالانصاء والاضواء لعلکم  
تقرینکم لکان التنبیۃ الحسنۃ حتی  
غواؤا فاولا قد تمس آیاتہا الصمۃ  
السمۃ آء فاحذروا ہم بغتۃ وھم لا  
حسبر قوت۔ سورہ ہرمان رکن  
اسی طرح یہ عذاب بھی نازل ہوا کہیں کو اس کے  
آئینہ کا سامن رکھ کر بھی نہ تھا اور لوگ آرام سے  
سو رہے تھے یا تہذیب سے بے فکر تھے۔ اور  
وہ قرآن کریم کی اس آیت سے بے خبر ہو رہے تھے۔  
اھ من اھل القرۃ ان یاتیراھم باسنا  
بیا قاء وھم فامنون۔

یعنی کیا بستی والے اس بات سے امن میں آ گئے  
تھے کہ ہمارا عذاب انہیں بات کو آ جاوے اور وہ  
سوئے ہی ہوں۔  
اسی معرکہ کو قرآن مجید نے دو سو سے سو تیس ہری سورہ  
ہرمان میں بیان فرمایا ہے۔  
مکھ من قرۃ اھلکنا انجا اھلکنا  
بیانا اوھم قائلون۔

ان آیات میں جو اوقات عذاب الہی کے بیان کو  
میں انہیں انہیں اوقات پر یہ عذاب نازل ہوا  
ہوا۔  
غرض خدا تعالیٰ کی سنت کے موافق قرآن  
سورہ ہرمان کے عذاب نازل ہوا اور وقت کے  
حوادث کا بیان کرنا کسی نازک خیال شاہد کا کام  
اور نہ کوئی دقیقہ میں مصوی ایسی ہیست کہ وہاں  
سے ہر چند اس زمانہ میں نظارے رائے روان  
درنگ و بوزن کی تصویریں بننے کے سامن آ جاوے  
ہوئے ہیں مگر وہ دوسلے سے کہتا ہوں کہ کسی حکم  
کی ہلکانی بیان کام نہیں دے سکتی۔

ابھی کہہ رہے ہیں کہ اسے اچھے تھے بعض سست اور  
نہید کے مزے لیتے تھے تو بدمذمت میں ہرے  
ہوئے تھے کہ ایک ایک دھماکا لگا اور زمین کے  
نیچے نظر آ گئے کوئی بیدار ہوئی تو اس سے پہلے نہ  
کاؤن سے سنا نہ دیکھ سکی تھی۔ اس دھچکے کے  
ساتھ ہی جلال الہی کی ہیبت سے در و دیوار ہر  
دھچکے پر ایک لرزہ پیدا ہو گیا اور

خدا شہد امتصر عا من خشینہ  
کا پورا نظارہ نظر آئے لگا۔ اور خدا تعالیٰ کی تہری تجلی  
نے قلوب پر وہ اثر ڈالا جو کسی وقت رب ہر حق پر  
والے کو انظار الی الجہل کے نظارہ میں نظر  
آئی ہوگی۔ میں اپنے نفس اور حالت پر گھاٹ  
کہہ کہتا ہوں کہ اس وقت قرآن ہر شخص کی بہ حالت  
ہو رہی تھی کہ وہ سر سیمہ اور دھواں سا ہو گیا تھا۔  
اور کچھ سچ نہیں کہ آہا کہ کیا کرے اور کیا کرے  
سحرم نہیں قلوب پر کبھی تہری اور فنا ہو جائے

پڑا کر ہے اختیار  
**رب ارحم الراحمین**  
زبان سے نکلتا تھا اگر کچھ نکلتا تھا۔ چون۔ چون  
ہو رہی تھیں۔ پورے تھیں کے آہ و بکا اور شور و شوق  
نے اس خوفناک نظارہ کو اور بھی ہیسا ایک کر دیا تھا  
میرے دفتر کے پاس ہی ایک ڈبہ تھا جو قادیان  
کے ایک جوسہ حصہ کو بچھتا ہے اس میں یہ سو قریب گرام  
بہت تھوڑا پانی ہے مگر اس وقت اس تہری تجلی  
کے نیچے آ کر وہ پانی کروں اور وہ جگہ جگہ اور اس  
میں یہ مقدار پیدا ہو رہا تھا جیسے بہت بڑی کڑوا  
سے گرنے کی وجہ سے ہوسا پانی درود کی طرح  
بلو یا جاتا تھا۔ وہ تھوڑے کا نظارہ اور بھی ہیسا تھا  
اسی ڈبہ کے کنارے چند بوہڑ کے پورے ٹرے  
درخت ہیں جو کھڑکی میں سے دیکھا جاتا ہے تھے  
اس وقت وہ گھاس کی طرح لرزے اور شاخیں  
نہیں پر جھک رہی تھیں۔

غرض جب یہ نظر آ جاوے۔ جب یہ دیکھو یہ تہری تجلی  
ایسا اثر کرتی ہوئے تھی۔ مجھے بھی اور بھی ان چشم  
دید وایت پر غرضی سے کہ اس وقت حکیم زلزلہ کا پورا  
ہو گا کہ خدا کا گلاب گزیدہ اور مسطر کیا ہوا  
مسیح جبکہ امید و تصدیق کے لئے یہ خدا کا وعدہ  
آورد ملا تھا یہاں بھی موجودہ تصنیف  
براہمن احمد یہ حضرت محمد میں اس الہام  
و نیا متن ایک نذر یا نذر کو دنیا کے  
اسکو قبول نہ کیا۔ الا آخرہ پر ظم اچھا لے  
کوئی کہ اس زمانہ در حلقہ کا غور ہوا۔ وہ اس  
آیتہ الشہد کو دیکھتے ہی فی الفور مسجد میں  
گر پڑا۔

اور اس زور سے یا مٹی یا قیوم استغیث  
میر حصان یا ارحم الراحمین بکارتا  
تھا کہ اکی اور زور و دروستانی دیتی تھی۔ اور  
پاس والوں کے دلوں پر خاص اثر پیدا کر رہی تھی  
اور یہ تہری تجلی اپنے پورے جوش اور جلال میں  
بھی زبان حال سے اپنے مسیح کے استغاثہ کا جواب  
یوں دے رہی تھی  
**اسن است و مکان محبت سرما**

اور  
کبھی سلامتا سلامتا کی آواز در و دیوار  
سے نکلتی اور ملا کہ سلام علیکم طبعتم کچھ  
اور سلامت برتو اسے مر و سلامت  
کی بشارت ملتی تھی۔  
یہ باتیں مفاہی کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ واقعات  
کی بنا پر ہیں اور جو آج بھی زندہ شہادت کے  
سے موجود ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے ان  
وعدوں کے موافق اپنے سچے موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام

اور اکی ایک بابت کو اس حد سے بالکل محفوظ  
رکھا کسی قسم کا کوئی حقیقت نقصان ہی نہیں ہوا  
والحدیث علیہ دلائل۔  
خود تعالیٰ کی یہ تہری تجلی تین منٹ تک دوپہر  
زور سے یہی بیان زلزلہ کا رخ افلا شرفا ملا اور  
پھر ٹھٹھا جنویا ٹھٹھا ہوا۔ اگلے بعد میں کے مختلف  
وقات میں زلزلہ گھوس ہوتا رہا۔ بلکہ ہر ایک  
تک جھک میں۔ مضمون لکھنا ہوا ہون دن رات کے  
بعض حصوں میں ہر روز گھوس ہوتا رہا۔ اور کل فروری  
اب میں انفرین لکھ کر لکھ کر بات بنائی جاتا تھا  
ہوں جو ہمارا زلزلہ ایسا ان اور عزت کی شہاد  
میر حلوہ و کمالی صداقت کی تہذیب و تہذیب۔  
اور وہ ہے کہ یہ اس تہری تجلی سے نہیں ہوا  
ان زمین کے سیدھے سکون کی آواز پہاڑ کو لکھ  
ایک من قشرین لکھتے تھے کہ سیدھے لکھتے تھے  
تھا کہ آپ کا رنگ اور ہو گیا تھا میں خوب جانتا تھا  
کہ یہ ایک ایک گرام گرام ہر ایک ہر ایک میں گرام  
مغزنا اثرین ہیسا کہ میں جوتے کی صورت  
کی تھوڑی۔ ہر ایک طرف تر شاہد و ثابت رہا۔  
انہیں سے نہ جھک رہی تھی بلکہ یہ شہادت تھی ہے  
کہ یہی تہری تجلی آ کر آپ کا پورا بدن ہوا اور  
گوشت آپ پر طاق ہوئی گئی تھی۔ اس کی بنا پر  
خدا تعالیٰ کی تہری تجلی سے یہاں سے یہاں  
و اس کا جو اثر تھا۔ یہاں سے یہاں  
شکل میں یہاں سے یہاں سے  
تہذیب و تہذیب۔ یہاں سے یہاں سے  
مستور و مستور۔ یہاں سے یہاں سے  
کریا سے یہاں سے یہاں سے  
ہر ایک کو وہ خدا تعالیٰ کی تہری تجلی  
ایسا زلزلہ ہوا کہ یہاں سے یہاں سے  
میں شاہد اور یہاں سے یہاں سے  
نظر میں آئی شہادت اور شہادت کا اندازہ  
کیا ہی نہ خدا تعالیٰ کے خداوند تعالیٰ کا شہادی  
مقابلہ زلزلہ کی حماقت اور نادانی سے۔ انبیاء  
اسلام کی شجاعت کا اندازہ کرنے کا وہ مقام نہایت بزرگ  
چار و نظر کی حماقت کا آہنی تنور کے کھٹکے پر  
جالتا ہے۔ اور ہر طرف کو صفا اور شجاعت کے پیر  
گرائے کی کسی کی حالت اور ہر قسم کے ستم و ستم و ستم  
گردہ ایسے کوہ وقار و عزت میں کہ کوئی ہیبت و کبر  
تکلیف نہیں اپنی جگہ سے ہاتھ نہیں نکلتی۔ وہ اپنی تبلیغ  
رسالت میں مست نہیں ہوتے اور نہیں رکھتے۔ وہ  
وہ مقام کی شجاعت نظارہ کا اور یہ مقام کوئی  
بصیرت و معرفت و تقابل الی اللہ کے نظارہ کا۔  
غرض حضرت اندس باغ میں شریف لکھتے ہیں ان  
ہر ایک باغ ہی میں ہیں۔ ہر ایک لکھتے ہیں













کتاب خانہ

کتاب خانہ

کتاب خانہ

کتاب خانہ



کتاب خانہ

کادخانہ احمدی صحت و عطریات

کادخانہ احمدی صحت و عطریات

سجائی کا اظہار

سجائی کا اظہار

ایک لکھ روپیہ

ایک لکھ روپیہ

کادخانہ احمدی صحت و عطریات







# تفسیر القرآن

اور کثرت شاعت سے آگے

گو کہ تعالیٰ بہ نسبت انسان کیلئے اس خوبی سے  
معلوم ہو کہ کسی مائل کی عقل ایسی غریبی پر مشی  
نہیں کر سکتی کہ جو ضامین زبانی یا سنے جہاں  
انسان زیادہ سے زیادہ تو بیان سوچ سکتا ہے  
وہ سب آدمیوں کو جو زمین اور آسمانی ذات  
اور صفات اور محامد میں کمال الوجود کمال  
ماصل ہے اور زایل سے کمال منزہ ہے اب  
دیکھو یہ ایسی صداقت ہے جس سے پھر اور جو  
ذہب ظاہر ہو جائے کہ نہ تمام نہ ہو نہ ہو  
کر نیسے معلوم ہو گا کہ جو اسلام دنیا میں کوئی  
بھی ایسا ذہب نہیں ہے کہ جو خدا کی کوئی چیز  
سے منظرہ اور تمام تمام کلام سے مستفہ بہت ہوا  
بند و اپنے دیوانوں کو کارخانہ پر ہوتی میں شکی  
نہیں ہے اور خدا کے کاموں میں ان کو مستقل طور  
پر درجیل قرار دینے میں بلکہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ  
خدا کے ارادوں کو بدست دے اور اس کی تقدیر  
کو زیر و زبر کرے اس میں اور نیز ہندو لوگ  
کئی انسانوں اور دوسرے جانوروں کی نسبت  
بلکہ بعض پاک اور خواست خواہ جو ذات ہیں  
نقد پر و خیر و کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ کسی  
میں انھوں پر پیشہ ایسی ایسی چیزوں میں تولد پاک  
ان تمام آفرینوں اور آلودگیوں کے طرہ  
ہوتا رہے کہ جو ان چیزوں کے مابعد حال میں  
اور نیز انہیں چیزوں کی طرح ہو کہ اور باطن اور  
اور مردود و کبر اور خوف اور غم اور باری اور  
موت اور ذلت اور رسوائی اور عاجزی اور ناتوانی  
کی ذات میں گرفتار رہتا رہے اور ظاہر ہے کہ  
یہ تمام اعتقادات خدا تعالیٰ کی تعویوں میں نہ کھائی  
میں اور اس کے ازل وابدی جاہ و جلال کو کھنکھ  
میں اور تہ سماج و اس کے جو ان کے مذہب  
بجائی سکے میں جھوٹے گمان سے کہ وہ سب کچھ  
دیوانی نظیر سب سے ہیں وہ خدا تعالیٰ کو نہایت  
سے ہی جواب دینے میں اور تمام روحوں کو کئی  
ذات کمال کیلئے غیر خالق اور واجب الوجود  
اور موجود و جو حقیقی قرار دینے میں مبالغہ و غفل  
سلیم خدا تعالیٰ کی نسبت صریح یہ نقص کہتی ہے  
کہ وہ دنیا کا ایک کھار کر سب سے چیز کا رب اور  
خالق نہ ہو اور دنیا کی زندگی اس کے سہارے  
نہیں بلکہ اسے ذاتی وجہ ہے ہوا و جب  
مقل سلیم کے آگے یہ دونوں سوال پیش کئے  
جائیں کہ آیا خداوند تعالیٰ خدا تعالیٰ کے ساتھ

کے یہ بات مطلع اور اس کے کہ وہ آپ ہی اپنی قدرت  
لال سے تمام موجودات کو مستطیع ہو میں کہ ان سب  
رب اور خالق کو اور تمام کائنات کا سلسلہ اس کی  
راہ پر ایک خیر ہو تا ہوا وہ غایت کی صفت اور  
قدرت کی ذات کمال میں موجود ہو اور یہ پیش اور  
موت کے نقصان سے پاک ہو یا یہ انہیں اس کی شان  
کے لائق ہیں کہ جو جہد و محنتات اس کے قبضہ و تصرف  
میں ہیں یہ چیزیں اس کی مخلوق نہیں ہیں اور اس کے  
سہارے سے اپنا وجود و کسب میں اور نہ اپنے  
وجود اور بقاء میں اس کی محتاج ہیں اور نہ وہ کھلا  
خالق اور رب ہے اور نہ غایت کی صفت اور  
قدرت میں اپنی ہوتی ہے اور نہ بدیش اور نہ  
کے نقصان سے پاک ہے تو ہر مخلوق کو توئی نہیں  
دی کہ وہ جو دنیا کا اکثر وہ دنیا کا پیدا کنندہ نہیں  
اور ہر اردن پر حکمت مستقیم کو ہر روحوں اور  
جسموں میں اپنی اپنی ہیں وہ خود بخود میں اور ان  
بنائے والا کوئی نہیں اور خدا جو ان سب چیزوں  
کا مالک کہلاتا ہے وہ فرضی طور پر ایک ہے اور  
نہ چوتھے ذاتی ہے کہ اسکو پیدا کر نیسے ماجر ہما  
جاوے یا طاقت اور ناقص نہیں یا جاوے یا  
لمیدی اور نہایت غوری کی مالا میں اور کھج مارت  
کو اسکی طرف مذہب کیا جائے یا موت اور دور  
و کہ اور بعض اور حیالت کہ سپر و در کہا جائے  
بلکہ صاف یہ شہادت دیتی ہے کہ خدا تعالیٰ ان  
تمام ذلیتوں اور نقصانوں سے پاک ہونا چاہیے  
اور اس میں کمال تمام جائے اور کمال تمام قدرت  
تمام سے مشروط ہے اور جب خدا تعالیٰ میں قدرت  
تمام نہ رہی اور نہ وہ کسی دوسری چیز کو پیدا کر سکا  
ذاتی ذات کو ہر یک قسم کے نقصان اور عیب سے  
بچا سکا تو اس میں کمال تمام ہی نہ اور جب کمال تمام  
اور تمام کمال سے وہ بے نصیب ہے  
یہ بندوں اور جانوں کا حال ہے اور جو کچھ چاہتا  
تو کہ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر کرے میں وہ ایک  
ایسا امر ہے کہ صرف ایک ہی سوال سے تمام انسان  
سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کسی ذات سے پوچھا جاوے  
کہ کیا اس ذات کا کمال اور قدیم اور غنی اور بے نیاز  
کی نسبت چاہیے کہ باوجود اس کے کہ وہ اپنے  
تمام کمال و شان کا ہر میں جو قدیم سے وہ کرنا کر  
آپ ہی کافی ہو تا آپ ہی بغیر حاجت کسی یا پیشہ  
کے تمام دنیا کو سب کیا ہوا اور آپ ہی تمام روحوں  
اور جسموں کو وہ زمین کٹی ہوئی کھلی ہستی طبع  
ہے اور آپ ہی تمام کائنات کا مافوق اور پروردگار  
ہر ہر جو کچھ ان کے وجود سے پہلے جو کچھ انکو زندگی  
کیلئے درکار تھا وہ سب اپنی صفت و حاجت سے  
ظہور میں آیا اور بغیر کسی مدد کسی مال کے سورج

اور چاند اور مینار و ستار سے اور زمین و آسمان  
ہر چیز جو زمین پر اپنی اپنی میں فضل و کرم  
سے انسانوں کیلئے پیدا کی ہوئی اور ان سب کچھ میں  
میں کسی سے محتاج نہ ہو اور لیکن ہر ایک کمال  
خدا تعالیٰ نما زمین اپنا تمام جلال و اقتدار  
کلام کر کے قدرت اور غایت دینے کیلئے  
ہے کہ محتاج ہو جائے اور یہ شایہ ایسا ناقص  
بیجا جسکو باک کیلئے بھی نہایت نہیں جس نے  
باپ کی طرح نہ کوئی کوشتہ آسمان کا اور نہ کوئی  
نقدہ زمین کا پیدا کیا جس سے اسکی الوہیت ثابت  
ہو کہ ہر قسم کے عیب و آفات میں اسکی  
ماجورانہ حالت کو صریح بیان کیا ہے کہ جس  
اپنے دل سے آہ کیلئے کہ ہر اس زمانہ کے لوگ  
کیوں نشان مہستے ہیں میں تم سے کچھ کہتا ہوں  
کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہ جائیگا  
اور اس کے مصلوب ہو نیلے وقت ہی چاک ہوں  
سے کہ اگر گد عاب ہمارے رو پر زندہ ہو جائے  
تو یہ بیان کیلئے لیکن اس سے انکو زندہ ہو کر  
نہ کہلایا اور اپنی خدائی اور قدرت کا کلام ایک  
ذرا نبوت دیا اگر بعض حیرت ہی دیکھ لے کہ اس  
سے چھ اور بی کثرت دکھلا چکے تھے بلکہ اس زمانہ  
میں ایک حوصلے کے پانی سے بھی ایسے ہی مجاہد  
ظہور میں آتے تھے (دیکھو اب پھر پھر پھر پھر)  
غرض وہ اپنے خدا پر ہیکہ کوئی نشان دکھلا نہ سکا  
جیسا کہ آیت مذکورہ بالا میں خود اس کا اقرار موجود  
ہے بلکہ ایک ضعیف عاجزہ کے بیت سے تو کہ  
پاک (بقول جبرائیل) وہ ذات اور رسوائی اور  
انوائی اور غوری و عیب و کمی کو جو انسان میں  
وہ انسان دیکھتے ہیں کہ جو ہر قسم اور انصیب  
کہلاتے ہیں اور ہر قسم کی قلت غلام میں  
قیدہ کر اور اس کا ایک سادہ سے کہ جو پیشاب کی  
برادر ہے یہ ہر ہر ایک قسم کی آلودہ حالت کو  
اپنے اور پروردگار یا اور مشی آلودگیوں اور  
نقصانوں میں سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی  
جس سے وہ بیجا اب کا بدنام کنندہ ملوث نہ  
ہوا اور ہر اس سے اپنی حیالت اور بے علمی  
اور بے قدرتی اور نیز اپنے ایک نہ ہو سکا اپنی  
کتاب میں آپ ہی اقرار کر لیا اور ہر در صورتیکہ وہ  
ماجور بندہ کو خود خود خدا کا بیچارہ یا کمال بعض  
بزرگ نبیوں سے فضائل ملی اور عمل میں کم بھی  
تھا اور اسکی نظیر بھی ایک ناقص تقلید تھی جو ہر کسی  
کی شریعت کی ایک نسخہ تھی تو کچھ کو کچھ جائز ہے  
کہ خداوند قادر مطلق اور زلی اور بادی پریشان  
ان کا جاوے کہ وہ ہمیشہ اپنی ذات میں کمال اور  
غنی اور قادر مطلق رہا کر اور اسے ناقص ہے کہ

محتاج ہو گیا اور اپنے سارے جلال و بزرگی کو  
بیکار کیا کہ یا میں ہرگز باور نہیں کرنا کہ کوئی ذات  
اس ذات کمال کی نسبت کہ جو سب سے صفت  
کامل ہے ایسی ایسی ذاتیں جائز نہیں اور ظاہر  
کو اگر اس میں کم کے واقعات کو فضلی اور ہر  
نقصان سے الگ کر لیا جائے تو انہیں ان سے  
اس کے واقعی صفت کا ہی خلاصہ نکلتا ہے  
کہ وہ ایک عاجز اور ضعیف اور ناقص بندہ  
ہے جسے کہہ سکتے ہیں کہ اس کے ہر کرتے میں اور قدرت  
موتی کے تحت ہیوں میں سے ایک ہی تھا اور  
اس بزرگ اور عظیم الشان سوال کا ایک نامیاد  
پس رد تھا اور خود اس بزرگی کو ہرگز نہیں  
بیجا تھا جسے اس کی تعلیم ایک ہی تعلیم کی فرما  
تھی مستقل تعلیم تھی اور وہ خود انہیں ان میں  
اقرار کرتا ہے کہ اس کی ذلت ہوں اور نہ مالک  
ہوں نہ قادر ہوں بلکہ ایک بندہ عاجز ہوں اور نہ  
انجیل کے بیان سے ظاہر ہے کہ اس نے گرفتار  
ہو نیسے پہلے کسی دفعہ رات کے وقت اپنے  
بھائی کیلئے دعا کی اور چاہتا تھا کہ دعا اسکی قبول  
ہو جائے مگر اسکی وہ دعا قبول نہ ہوئی اور نیز  
جیسے عاجز بندے آواز سے ہاتھ میں دو ٹوٹا  
سے آواز کیا میں اس سے ظاہر ہے کہ وہ صریح  
عاجزی عاجز تھا مگر مصلحت معلوم کہ اسے جو ہر ایک  
اور ناپاکی کا سبب ہے تو کہ اگر ہر شے  
ہو کہ اور باطن اور دور دور و جاری کا کہہ  
اشعار کا ایک خدا کا ذکر ہے کہ وہ ہو کہ  
کہہ ہے ایک تجربہ کے لیے کیا کر چکے تھے  
پہلوں سے خالی تھی پہلی ہی اسکی تھوڑی  
اور بھی نہ ہو سکا کہ دو چار تجربہ میں پہلے  
کیلئے پیدا کر تھا غرض ایک مدت تک ایسی ہی  
آلودگیوں میں رہا کہ وہ ایسے ہیے کہ ہر شے  
افراد و بیانیوں کے مگر اور اس چنان سے  
دعا کیا اب ہم جو جتنے میں کہ خداوند خفاہ  
مطلق کی ذات میں ایسی ہی صفات ناقصہ ہوتی  
ہاں ہے کیا وہ اسی سے قدوس اور زلال تھا  
ہے کہ وہ ایسے ہیوں اور نقصانوں سے بھر  
ہا ہے اور کیا ممکن نہ کہ ایک ہی مایہ میم  
کے پیٹ میں سے پانچ بچے پیدا ہو کر ایک بچہ  
خدا کا بیٹا بلکہ خدا بن گیا اور چار باقی جو رہے  
ان چاروں کو خدا کی سے کچھ ہی حصہ نہ ملا  
بلکہ ناس یہ چاہتا تھا کہ ہر کسی مخلوق کے پیٹ  
سے خدا بھی پیدا ہو سکتا ہے یہ نہیں کہ ہمیشہ  
آدمی سے آدمی اور گدی سے گدی پیدا ہو تو  
جہاں کہیں کسی عورت کے پیٹ سے خدا  
پیدا ہو تو ہر اس پیٹ سے کوئی مخلوق پیدا ہو







حضرت حجۃ اللہ کی تقریر حلیہ  
کی تقریب پر

اگر شہنشاہت سے نکلے

جب ان خیالات کو جو انسان کے دل میں پیدا  
ہوتے ہیں وہ دور کرنا ہے اور ان کو ناپا جو  
ہیں دینا تو کچھ شک نہیں کہ وہ حالی کے قابل  
ہیں نہیں جب ان کے سلسلہ کی رازی میں ایک  
لذت پاتا ہے اور اسکو ڈھانسا جاتا ہے پھر وہ  
قابل مواخذہ ہو جاتے ہیں کیونکہ ان میں غریبت  
نشانی ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ پہلے میں بیان کیا ہے اس بات کو خوب یاد رکھو کہ کلوم نفسی و دھرم کا ہونا ہے کسی شیطانی جو خیالی نفس و دھرم کے سلسلہ میں پیدا ہوا ہے اور اگر وہ ان کا ایک لٹا سلسلہ ہوتا ہے جیسا کہ دونوں سلسلوں میں انسان جیسا ہوا ہے ٹیلا و حل کا ہے اندیشہ ہے اور ممکن ہے کہ وہ نقصان اٹھا دے اور شیطان اسے ٹھیک کر کے خطہ گہنی کوئی منصوبہ ہی پالہ رہتا ہے کہ نقصان سیرمی نقصان غرض اور مقصد میں بڑھنے سے اسکو مارا جاوے اس نے مجھے تو قہقہہ اٹھا دیا جاوے اس کی ناک کا ٹی چاٹے اس قسم کے منصوبے اور ادبیرین میں لگا رہتا ہے پر افسوس کہ خطہ ایک حالت میں ہے وہ نہیں سمجھتا کہ نفس کا میں کیا نقصان کر رہا ہوں اور اس سے سیرمی اخلاقی اور روحانی توفیق پر کس قسم کا برا اثر پڑ رہا ہے اس قسم کے خیالات سے ہمیشہ بچنا چاہئے جب کہ کسی ایسا سوچا ہوا شروع ہو تو فوراً اس کے دفع کر دینی کو پیش کر دو استفادہ پر ہم۔ لاجل کے ذریعہ خدا سے مدد اور توفیق چاہو۔ اور خدا تعالیٰ کی تائید کے پھرنے میں ہے آپ کو مصروف کر دو۔ اور یہ سمجھ لو کہ اس سلسلہ کا یہ دھرم نہیں نقصان کی نقصان ہے۔ اگر کوئی دشمن مرئی جاوے تو کیا اور نہ ضرر کر لو کیا نفع و نقصان کا یہ سوچنا یہ خدا تعالیٰ کو قبضہ اختیار میں کسی شخص کی کو کوئی گزند نہیں ہو سکتا۔ سعدی نے کہتا ہے میں ایک انگلی ہے کہ نو شیروان کے پاس کوئی شخص خوشخوئی لیکر گیا کہ تیرن نکلان دشمن مارا گیا ہے اور اسکا ملک اور قلعہ ہمارے قبضہ میں آ گیا ہے نو شیروان نے اسکا کیا چاہا جواب دیا مرا میرے ہمارے شادمانیست کہ زندگانی اتنے ہمارے والی نیست

پس آدمی خود کہے کہ میں قسم کے منسوب ہوں  
 اور بشران سے کیا فائدہ اور کیا خوشی یہ سلسلہ دوست  
 کی خاطر لگے ہے اور اس کے علاج سے تو یہ اعتقاد  
 قبول اور خدا کی کتاب کا سلسلہ بیکاری اور غلطی  
 میں اس قسم کا سلسلہ بہت منسا ہوتا ہے۔  
 دوسری قسم کلام نفس کی امانی سلسلے کو خطاب کرتے  
 رہتا ہے یہ سلسلہ میں چونکہ عیاں خفا بشون کو پیدا کرنا  
 اور منع حسد خود عرضی کے امراض اس سے پیدا  
 ہونے میں ملنے پونے یہ سلسلہ پیدا ہوا کہ صف  
 کو در لپیٹ دو جسے یہ قسم کلام نفس کی ہے اور  
 یہ دونوں انجام کار انسان کو بگاڑ کر دیتے ہیں۔  
 لیکن مٹی ان دونوں قسم کے سلسلہ کلام کو پاک  
 ہوتا ہے ثبوت کیا ہے یہ ایک جوہر خدا دوتے اگر  
 سب سے ہوتا تو سب مٹی ہو جاتے انکی خلوت  
 ہی اس قسم کی نہیں ہوتی کہ وہ ان عیاں سلسلہ کلام میں  
 مبتلا ہوں۔ اول انسانی کلام کہنے ہی نہیں اور نہ توکل  
 میں تو یہ حال ہوتا ہے کہ وہ ان سلسلوں میں کچھ ایسے  
 مبتلا ہوتے ہیں کہ خدا کا خدائی خالی رہتا ہے لیکن  
 نبی ان دونوں سلسلوں سے الگ ہو کر خدا میں  
 کچھ ایسے گرم ہوتے ہیں اور اس کے خالق کو کلام  
 میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ ان سلسلوں کیلئے ان  
 دل و دماغ میں سمائی اور گہائش ہی نہیں ہوتی  
 بلکہ خدا ہی کا سلسلہ کلام رہتا ہے چونکہ وہی صف  
 باقی ہوتا ہے اسلئے خدا اسے کلام کر لے اور وہ  
 خدا کو مخاطب کرتے رہتے ہیں مبتلائی اور بیکاری  
 میں بھی جب ایسے خیالات کا سلسلہ ایک انسان  
 کے اندر پیدا ہوتا ہے اسوقت اگر مٹی کو مٹی ویسی ہی  
 حالت میں دیکھو تو شاید غلطی اور ناواقف ہی سے یہ سمجھ  
 کر اب اس کا سلسلہ خدا سے کلام کا ہو گا مگر نہیں  
 وہ ہر وقت خدا ہی سے باتیں کرتا ہے کہ خدا  
 میں تجھ سے مبارک نام ہوں اور تیری رضا کا طالب ہوں  
 مجھے کیا فضل اگر میں اس نقطہ اور مقام تک پہنچ  
 جاؤں جو تیری رضا کا مقام ہے مجھے ایسے اعمال  
 کی توفیق دے جو تیری نظر میں مستعد ہو جائے  
 کی آنکھ کھول کہ وہ مجھے سمجھ جائے اور میرے آقا  
 پر کرے۔ یہ اس کے خیالات ہوتے ہیں اور یہ اسکی  
 ارادوں میں اس میں ایسا محو اور فنا ہوتا ہے کہ دوسرے  
 سکو شناخت نہیں کر سکتا وہ اس سلسلہ کو ذوق کے  
 ساتھ دراز کرنا ہے اور پھر اس مقام تک پہنچ  
 جاتا ہے کہ اس کا دل قیام جاتا ہے اور اسکی ہمت  
 پہ مطلق ہے وہ ہر سے زور اور طاقت کے ساتھ  
 شانہ الہیت پر کھڑی اور انت رلی انت رلی  
 پھر چارائی ہے تب اسے تعالیٰ کا فضل اور رحم  
 بخش میں آتا ہے اور وہ اسکو مخاطب کرتا ہے  
 ہے کلام سے اسکو جواب دیتا ہے۔

یہ ایسا لذیذ سلسلہ کہ اگر ہر شخص اسکو سمجھ نہیں سکتا  
اور یہ لذت ایسی ہے کہ الفاظ اسکو واضح نہیں کر سکتے  
پس وہ بار بار ششقی کی طرح باب در باب ہی کو  
کھینچا کر مانتا ہے اور وہ ان ہی مسئلے سے بہت  
آرام پا لیتا ہے۔ وہ دنیا میں ہوتا کہ لیکن دنیا سے  
اگے ہوتا ہے۔ وہ دنیا کی کسی چیز کا آرزو نہیں  
ہوتا لیکن دنیا اسکی خادم ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ  
اس کے قدوس و نیکو کار ہے۔  
یہ ہے حقہ حقیقت قیامت کہ غلام کی یہاں کلام  
نفسی کے دو سلسلے ہیں جو ہاتھ میں آدھیر ہوتا ہے  
شروع ہوتا ہے جبکہ خدا اور مشاہدہ خدا ہی ہوتا ہے  
اسوقت وہ خدا تعالیٰ کے حکم کو مذبذب کرتا ہے  
جس میں اس قسم کے دغائے اور اغماض۔ اعلام  
ہیں جو اسے جبرائیل کے کام میں ہونے میں لگا دے  
دنیا سے انقطاع کلی کیلئے ہونے ہوتا ہے جسکی  
نفسانی خواہشوں کا اس پر علی درجہ کا محمد جسے شوق  
پیدا کر کے ہر گوش ہو کر تصور کرتا ہے اور وہ  
نفسانی لذت کا سراج بناتا ہے اور غفلت میں پاتا  
کہ کسی دوسرے کو نہیں۔ اس پر میری خدا تعالیٰ سے  
اپنے تعلقات کو یہاں تک جو غائب ہے کہ وہ اس  
تنبہ اور غفلت میں غمسی و شرمیلہ و دل ہرگز بند  
نہیں کرتے وہ اپنے محبوب کی بکلام ہوتا کہ اور کی  
میں لذت و راحت پاتے ہیں۔ وہ ایک دم کیلئے ہی اس  
غفلت کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے لیکن خدا تعالیٰ  
انہیں دنیا کے سلسلے قلمبند کر دے دنیا کی اہلی  
کریں اور خدا انما آیتہ نہیں بنی لہذا ایک  
لذت اور کیفیت پاتا ہے اور اسے خدا تعالیٰ کی  
میں جانتا ہے اس سے زیادہ میں اس کیفیت کو  
بیان نہیں کر سکتا اگرچہ دل اس لذت سے بہر  
ہوا ہے اگرچہ اس فکر کی درازی اور بھی لذت  
بخش ہے مگر وہ الفاظ کہاں سے ہوں نہیں  
میں اسکو ظاہر کر سکوں۔  
بعض نادان لوگوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ عیسا نبی  
علیہ السلام ایسے خالی ہونے ہوئے میں اعدیا  
اور اسکی لذتوں سے دور رہاتے ہیں پھر اسکی کیا وجہ  
کہ وہ جو بیان اور پیچھے ہی رکھتے ہیں۔ یہ تو ان  
نہیں سمجھتے کہ ایک شخص وہاں باوجود اسیر اور ان  
خالی لذتوں میں مقابو ہوتا ہے مگر یہ کہ وہ ان  
باتوں سے پاک ہوتا ہی چیزیں ان کیلئے محض  
خادم کے طور پر ہوتی ہیں اور اس کے علاوہ  
انبیاء علیہ السلام ہر قسم کی مصلحت کیلئے ان میں ہیں  
مگر وہ بوی کیلئے نہ رہتے ہوں تو اس سلسلہ میں  
کھیل مصلحت کو بھر جاتا۔ یہی ہے میں کہنا ہوتا کہ  
مصلحتی لوگ معاشرت کے متعلق صحیح کا کیا نمونہ  
دیکھ کر سکتے ہیں یا گویہ ہی نہیں جب وہ اس

راہ سے اور نصف میں اور ان مدار سے غیر  
 وہ کیا اصلاح کر گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 یہی کلمہ ہے کہ ہر تلو میں یکا نمود کامل ہے  
 دنیا اور اسل جبرین انبیاء علیہ السلام پر کوئی  
 نہیں آتی میں وہ وہاں کہ توئی کچھ ہی راہ  
 نہیں کرتے بلکہ ان کا دل خدا تعالیٰ کی طرف  
 اور باکی ایک تیز ہوا کی کیلٹ جو پائے سے  
 لڑتی ہے بیتا ہے اور اسکی رو میں کھینچ  
 خاشاک بہ جاتا ہے۔  
 غرض انبیاء علیہ السلام ان چیزوں کے لحاظ  
 نہیں ہوتے بلکہ جبرین ان کیلٹ بطور عام  
 ہوتی میں اور اگر اعلیٰ درجہ کے مخلوق کیلٹ  
 کا نمود لگے اس فکر اور ذوق میں جو خدا تعالیٰ  
 تصور اور جوت میں نہیں ملتا ہوا ہے کچھ  
 پیدا نہیں ہوتا وہ کچھ ایسے محاورہ جاتی میں  
 کر دیتا ہے بالکل ایک ہوتے میں جب ایک قسم  
 کی رہوگی کوئی ہے وہی خدا تعالیٰ کیلٹ سے  
 اور ان آئے لقی میں۔ اور کلمات ہوتے میں  
 یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو مذہب کی نوت کیلٹ  
 ہے وہ دوسرے کو مذہب کرتی ہے۔ اس صفت  
 میں اس قدر نوت ہوتی ہے کہ دنیا اور مافیہا کی  
 ساری باتیں زمین جسم کو جاتی ہیں اور وہ خدا  
 تعالیٰ کے فضل و فیض کو اپنی طرف کھینچنے لگتی  
 ہے۔ اور اس سلسلہ کو اپنی تمام سلسلہ تکرار  
 اور ترقی ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے مجاہدہ کیلٹ  
 کی ضرورت ہے اس کے بغیر یہ انہیں کھانسی  
 بیساکہ فرمایا ہے۔  
 والذین جاکھدوا فیہ الذینہدینہ۔ سبنا  
 اور اسی کیلٹ اشارہ ہے آیات لغیب  
 میں اگرچہ ایک نمبر آیات مستعین  
 پر قہم ہے لیکن میری اگر غور کیا جائے معلوم  
 ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت نے سہولت  
 کی ہوئی ہے آیات لغیب ہی کسی نوت  
 کے کہلوایا ہے اور وہ نوت جو پوشیدہ ہی پوشیدہ  
 آیات لغیب کا قرار کرتی ہے کہاں سے  
 آئی گی خدا تعالیٰ نے ہی وہ عطا نہیں فرمائی کر؟  
 بیشک وہ خدا تعالیٰ کا ہی عطیہ ہے اس کے  
 محض مانیت سے عطا فرمائی ہے۔ اس کو ایک  
 اور توفیق ہے یہ ایک نمبر ہی کہتا ہے اس جلو  
 کے اگر غور کریں تو اسکو تاخر ہے اور دوسرے  
 پہلے اسکو تقدم ہے یعنی جب بات  
 استو اسات کی طرف لائی ہے نو تیر تاخر ہے اور  
 بصورت اول تقدم اسطرچہ سلسلہ نوت کی  
 واسطی کا تخاصی مفہوم ہے۔  
 باقی آئند



# خطبہ عید النضحی

اس لئے کہ یہ عید صغیرہ دیکھو

یہ عید یونان اور مغرب میں علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت  
اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے جو جہان مانع ہوئی۔ وہی  
مکہ پر تبارک و تعالیٰ جماعت من العلم  
انہوں نے یہ عید کیا کہ ہمارے پاس ہدایت کا کالی  
ذریعہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت  
پس میں ہم خدا تعالیٰ کی قوم کہلاتے ہیں جن میں  
اللہ و حبیبہ و کبریا کا ذکر دیا کہ ہم علی آدمی  
کی کیا پروا کر سکتے ہیں۔ اس کبر اور خود پسندی  
سے انہیں محروم کر دیا اور وہ اس رسم سے لاعلمین  
کے ماننے سے انکار کر بیٹھے جس سے حقیقی توحید  
کا معنی اور شیریں چشمت جاری ہوا

غرض

معمودی کا سب سے پہلا اور بڑا ذریعہ الی (پھر)  
ہے اور پھر کبر ہے آہ! اس سے بڑھ کر کسی شخص  
کی برائی اور کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف  
سے ایک مادی معلم اور معز کی کو معزز بنا کر  
پیر بنا ہے اور یہ اسکا ساتھ نہیں دیکھتا اور ان  
لیڈانوں اور برکات سے جو اسکی نسبت اور محبت  
سے ملنے والے تھے محروم ہو گیا ہے مگر توحید والی  
ان خدا کی فرمانبرداری ایسی راحت بخش اور دندہ  
ما وید بنانے والی دولت ہے کہ جس سے جنگ  
اور باد الا و تک ابراہیم کو زندہ رکھا ہے  
آج ابراہیم علیہ السلام کو لا اسلام کی یادگار ہم پر ایک  
محرمن دیکھ سکتے ہو ایک غریب سے غریب الی  
بس قربانی کا گوشت کھاتے جو اسکی یادگار کو زندہ  
رکھتا ہے۔ یہ قربانی بتاتی ہے کہ ابراہیم نے اپنی  
بان اللہ الی اللہ کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دریغ  
نہیں کیا پس بیشک انسان ابراہیم کی نمائندگی  
نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے عزیز مال  
اللہ جان تاکہ جو دراصل اسکا ہی نہیں بلکہ خدا کا  
ہی کا ہے نہ کر دینے کیلئے شرح صمد سے  
اپار نہیں ہو جاتا۔ اسوقت تک وہ ان برکات اور  
فیضانوں کو اپنیں سکتا جو ابراہیم علیہ السلام  
والسلام کو ملے۔

خدا تعالیٰ کے ماحولین و مہربان کا انکار و سلب  
ایمان کا موجب ہو جاتا ہے۔ یہ انکا نسبت ہی خدا کی  
چیز ہے اس لئے ہمیشہ اس سے بچو۔ اپنی عقل اپنی تہذیب  
اللہ سے اپنے فکر و تجربہ کو خدا کے راستہ کے  
سے بچ کر۔ اور انکے لعل ہر ماورائے

نہ میں راستبازی اور حقیقی علوم کی روشنی کر چکا  
الی انکی چمک میں انسان کے اندر ہر ایک  
کسی زبان سے اقرار کر سکتے ہیں انکے ساتھ  
مستحق نہیں ہوا جسکا تیر غافل ہوتا ہے اور یہ غافل  
انکا کفر تکسب ہی لیا ہے۔ اس لئے دل اور زبان  
کو ایک کرنے کے لئے کوشش کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے  
توفیق اور فضل جاو۔ بعض لوگوں کے لئے ان کا  
آل و دولت۔ خدمت گزار کسی اور نیکی کا خیال ہی  
اس امر سے روکتا ہے اور ان کے لئے سدا رہ جاتا  
ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اسکی کیا ضرورت ہے۔ مگر فرشتہ  
ذہنی قوت خدا تعالیٰ نے اسکو نازل کیا ہے فرمایا وہ اپنے  
نہیں خدا تعالیٰ کے فضل و فیض چھٹی کرے اور اس کے  
پر حکمت فعل کو خود معاذ اللہ! شہر سے نہیں۔ اس لئے  
ہمارے دوستوں کو جانتے کہ وہ فضل اور شہیدان  
کے اس دھوکے سے بچیں۔ اپنی کسی بات پر کج فہم  
کیونکہ وہی کبر و تکبر اور تکبر و صودت میں انکار  
کا باعث ہو گیا دیکھا ہے ہر حال ذہر ہے اس کو ظہن  
ہو رہا حقیقت میں ہے۔

بعض نادان۔ ناہی شناس۔ مامور اور رسولوں کے  
کے لئے یہ کبر و تکبر اٹھنے میں

نہ تو میں جسے فوقی مثل مافوق تسلط  
بہنا سوکت تک ہم ایمان نہیں دے سکتے جب تک  
ہم کو کسی ہی فیض اور فضل نہ دیا جاوے جو رسولوں  
کو دیا گیا ہے۔ یہ بھی محرومی کا بڑا بھاری ذریعہ ہے  
جو لوگ ایمان کو مشورہ دے کر کہتے ہیں وہ محروم رہ جاتے  
میں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پروا نہیں کرتا ان  
خدا تعالیٰ کی کو ظلی نہیں چھوڑتا جو اسکی راہ میں صلی  
و ثبات سے قدم رکھتا ہے وہ بھی اس قسم الملمات  
سے بہرہ وافر لیتا ہے۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ  
رما اللہ شہد استفادوا منزل علیہ السلام لیکہ  
جن لوگوں نے اپنے قول فعل سے بتایا کہ ہمارے رب  
اللہ تعالیٰ ہے پھر انہوں نے اس پر استقامت و کمالی  
انہیں فرشتے نازل ہوئے میں اس اہمیت کو معلوم  
ہوتا ہے کہ نزل ہو گیا ہے وہ ایمان خودی میں  
رہتا اللہ کا خیر اور اس پر صلی و ثبات اور طلب  
استقامت۔

ایک نادان سنت سے اسکا اوقف ان میں کو  
لے نہیں کرنا اور امید رکھتا ہے اس سے ہر شے  
کی جوان کے بعد واقع ہے۔ یہ کسی عقلی اور نادان ہے  
اس قسم کے شیطان و وسوسوں سے بھی انکے  
رہنا چاہئے خدا تعالیٰ کی راہ میں استقامت اور  
جہد کے ساتھ قدم اٹھانے۔ قوی سے کام لو لیں  
مطلب کرو۔ پھر یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے  
کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے وارث ہو جاوے  
اور عقلی رویا اور الہام سے معصم باوے

اللہ تعالیٰ کے ان تو کسی بات کی نہیں  
للشخص ان السموات والارض وما  
فتر لہ الا بقدر معلوم  
یہ سوال ہوتا ہے کہ اس قسم کے اور شیطان  
اور وسوسوں سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟  
اس کا طریق یہی ہے کہ کثرت کے ساتھ استقامت  
پر ہو۔ استقامت سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ کوشش کی  
طرح ایک نظر رہتے ہو بلکہ اصل غرض یہ ہے  
کہ استقامت کے مفہوم اور مطلب کو خود بخود سمجھنا  
سے مدد ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ جو انسانی کمزوری  
صادر ہوگی میں اللہ تعالیٰ ان کے پرتناج  
سے محفوظ رکھے اور نیند کیلئے ان کو دور یوں کو  
دور کرے اور ان جو شون کو جو جھک کر نوسے  
ہونے میں رہائے رکھتے۔ پھر اس حوالہ پر ہے  
دعا کرنے کا ہے۔ اور جو باتیں ممکن ہو استقامت  
کی محبت میں رہے اگر اس کو خودی کو دے تو میں  
اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چین رکھتا ہوں کہ وہ  
نہیں محروم ہو کر رہے۔

پھر محرومی کا ایک اور سبب بھی ہوتا ہے وہ  
تہ ہے کہ بعض اوقات انسان شکست اور شکست  
کے وقت اللہ تعالیٰ سے کوئی وعدہ کر لیتا ہے  
کہ یا اللہ اگر میرا مالان کام ہو جاوے اور مالان  
دکھ سکے۔ یا اللہ ان بات ہو تو میں یہ کرنا نہیں  
کا کام کروں گا۔ اللہ تعالیٰ سے ان شکستوں سے  
نجات دیتا ہے لیکن وہ اپنے وعدہ ان کو قبول  
ہوتا ہے اسکا نتیجہ پھر غمناک ہوتا اور اسے محروم  
کر دیتا ہے میرے نزدیک اللہ تعالیٰ سے وعدہ  
کرنے کے برابر ہی وہ معاذ ہے جو انسان  
اپنے نام و رشک کے نام پر کرتا ہے جیسا کہ  
ہم نے کہا ہے کہ وہی کو دنیا پر قدم کر دینا  
کے لئے ایک چوڑا سا فقرہ ہے لیکن اسکی معانی  
پر غور کرو کہ قدر وسیع میں جی کیلئے الصلوٰۃ  
کی اعزازاتی ہے اور یہ مناسبت ہے لیکن دیکھتا ہے  
کہ بہت سے ضروری کام کرتے کہ میں اور اپنے اگر  
خدا کی بھی پروا کی تو مرج ہو گا۔ اس لئے غرض  
مقابلہ ہی میں اگر کوئی چاہے یہ بات دل میں لکھ  
میں دوسری طرف جی کا لفظ بتا ہے لیکن  
کردہ اور اس معاذ یہ کیا ہوا ہے کہ وہی کو  
دنیا پر قدم رکھوں گا۔

اب اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت مقدم کرنا اور  
جی علی الصلوٰۃ کی آواز پر کھڑے ہو جائے  
تو شک اس معاذ ہو گا کہ کوئی اللہ تعالیٰ سے  
لیکن اگر سوال کرتا ہے تو اس معاذ کو توڑنا  
اس طرح دنیا کے ہر کاروبار میں اس قسم کے  
امتحان اور شکست پیش آتے ہیں ایک طرف

یہی چون کیلئے خرچ کی ضرورت ہے  
اور ہر قرآن کریم میں پڑھتا ہے کہ استغفر  
اور ان اللہ ان کا تو اخوات  
الشیاطین۔ اور ایک طرف دین مال و عیش  
اور بہانہ خرچ کرانی چاہتا ہے اسوقت  
اپنی اندرون کا معاینہ کرے اور اپنے فعل  
سے دیکھے کہ کیا دین کو مقدم کرنا ہو یا دنیا کو

غرض

ہر حکم الہی میں اسکو سوچنا پڑتا ہے کہ وہی کو  
مقدم کرنا ہو یا دنیا کو کسی قدر اور چاہی  
سے کام نہ لیں یا بچے انکس سے رہنے  
ہر قول اور فعل پر مال کو سے کہنا واقعی خدا کا  
کیلئے ہے یا دنیاوی اغراض اور مقامات میں لڑنے  
لیں ہے اس سے بڑے عقیدہ نشان معاذ ہو گا  
پیش نظر ہو معاذ ہے تم نے کمول انسان کو  
ڈنڈ پر نہیں کیا خدا تعالیٰ کے عمل سے دوسری  
کے اچھے کرنا ہے اور میں تو یقین سے کہتا ہوں  
کہ خدا کے عمل کی نہیں خدا کے اچھے کرنا ہے

کیا یہ اللہ

خوف اید بھد آیا ہے۔  
آج اور اپنے حالات کو خود مطالعہ کرنا  
جستجو کرنا کہ کس طرح اور اضطراب دنیاوی اللہ  
اول ضروریات کیلئے دل میں ہے کہ اگر دنیا کی  
ہیں وہ دنیا ضروریات کیلئے کسی پر نہیں ہوا  
نہیں تو میری دنیا پر قدم نہ لگایا ہوا ہری  
ہی غیب نہ ہوئی۔ ایسی صورت میں وہ معاذ  
جو امام کے اہل پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے اہل  
کیا ہے کہ ان پر کیا ہے خود بخود کہ کیا ہے خدا  
خلو میرے اس آئے میں نہیں ظاہری بارگاہ  
کے اہل سے مالان لوگوں سے جو جو اضطراب  
ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں لیکن مجھے  
جہانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بارگاہ کیلئے تو  
استقامت کھینچتا ہے کہ میں مگر اپنی اور  
اندر ول بارگاہ کیلئے نہیں کوئی تراب نہیں  
آپنی چاہا ریا کیا ہوتی میں ہی جہانی  
منصورہ بازی تکبر و دوسرے کی تحقیر و غیبت  
اور اور اس قسم کے جذبات اور شرارتیں  
شرک۔ ماموروں کا انکار وغیرہ۔ ان میں غرض  
کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور علاج کی  
تلاش انہیں نہیں ہوتی میں جب ان  
بارگاہ کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت  
ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی اور مافی  
کا فکر نہیں کرتے۔

الی تائید



### چند سوالوں کے جواب

الحکم کی گزشتہ شہادت میں منشا جہا جہری سوالوں کے جواب کا ذکر کیا گیا تھا۔ انکا جواب حضرت حکیم الامت کے اضافہ کی بنا پر جو منسلک ہے اور حضرت موصوف کو دکھایا گیا ہے شائع کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر۔

**سوال اول۔** دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہو سکا ثبوت کیا ہے؟

**جواب۔** اس سوال کے جواب میں سب سے اول تو ہم یہ کہتے ہیں کہ جب ہم دنیا کی عمر سات ہزار سال بیان کرتے ہیں تو اس سے ہماری مراد دنیا کی وہ عمر ہے جو ہمارے آدم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے لیکر آدم ثانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت اور اختتام دنیا تک سبھی جہاں کی اس سے پیدا ہونے والی ہر چیز کے خدا تعالیٰ کے سات ہزار برس سے ہی خالق ہے۔ بلکہ ہمارا اعتقاد ہے (اور ایسا ہی قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور کابین امت کے ملفوظات سے معلوم ہوتا ہے) اگرچہ آدم سے پہلے لاکھوں لاکھ آدم گذر چکے ہیں اس سوال پر بحث کرنا اس وقت تک محض خاطر خیال ہی رہے گا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس حقیقت پر توجہ کر کے ہم کیا پیدا و ماضی امر ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے؟ اس کے جواب کے ہم تین حصے کریں گے۔ اول قرآن شریف سے اسکا ثبوت دین کے بعد احادیث نبوی کریم اور اکابران اہل سنت کی تحریروں سے۔ اور دوسرے حصے میں بعض اہل تحقیقات کی رو سے اس پر کچھ عرض کریں گے۔ پہلا حصہ۔ قرآن کریم کی اس کا ثبوت۔

قرآن کریم سے اسکا ثبوت دینے وقت یہ امر قابل اظہار ہے کہ قرآن کریم چونکہ کوئی ایسی کتاب نہیں جسکی بعض مادیات پر بحث ہو بلکہ وہ مادی کے متعلقین ہے اسلئے اس نے عمر دنیا کے متعلق جو بحث کرنی چاہی ہے اور کی غرض حیات کوئی کے باریک مسائل کی تعلیم نہیں بلکہ وہ اس راز کے انکشاف میں ایک عظیم شہادہ مجیدہ اور ماسو کی شہادت کرنی چاہتا ہے اور اسکا زمانہ اور اس زمانہ کے نشانات کو بیان کرنا اسکا مقصد اصلی ہے۔ وہ مجیدہ اور ماسور الف ششم یا دنیا کے آخری ہزارین آخوالا تھا۔ اور اس کے زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے۔ ازنیو جو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے۔

### قرآن کریم اور سات کا عدد

سات ہی ہفتوں کے خدا تعالیٰ کی کتابوں اور خاتم الکتب قرآن مجید میں بعد اعداد خاص مناسبت رکھ کر تھے ہیں۔ سجدہ کے سات و ۷۰ و ۷۰۰ سات ہزار کے اعداد بہت بڑی خصوصیت رکھتے ہیں انہیں جن سے یہ سات ہزار کا ایک عدد ہے سات کے عدد کو جو خصوصیت میں انہیں بعض جہاں میں۔ ۱۔ قرآن کریم سات مختلف مذاہب بحث کر لکھا۔ الف۔ دہریوں یعنی منکران ذات باری کو۔

(ب) منکران نبوت برہمنوں سے۔

(ج) یہود۔ نصاریٰ۔ بت پرست۔ مجوس و مشافقہ۔ مقررین کہ یہاں عظیم الشان عقاید کا بیان کرنا۔ الف۔ خدا تعالیٰ کی سب سے ذات صفات۔ اسماء اور افعال کی لطیف بحث۔

(ب) عالم کے وجود کے افعال و صفات کی فلسفی (ج) کتب الہیہ کا دلچسپ تذکرہ۔

(د) رسالت کی ضرورت اور ایمان بارسال کی بحث (و) تقدیر۔ یعنی ان انداز پر خدا کی بحث ہو اسد تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں۔

(و) ختم نبوت کی بحث۔

(ی) اعمال صالحہ و دینیہ پر جزا و سزا کے متعلق۔ ۲۔ قرآن کریم سات اعمال صالحہ کا ذکر فرماتا ہے۔ (۱) انحرار ذوالنار (۲) زکوٰۃ (۳) صوم (۴) حج (۵) اخلاق فاضلہ۔ اور رذائل۔

۳۔ سات ہی نتائج حسنہ و مہنی پیش کرتا ہے (۱) امانت جہانی۔ (۲) جماعتی امام (۳) روحانی آدم (۴) ہرگز آدم (۵) حضرت آدم (۶) ہرگز آدم (۷) ہرگز آدم (۸) ہرگز آدم (۹) ہرگز آدم (۱۰) ہرگز آدم۔

ایسا ہی اور بہت سے امور میں بعض مثال کے طور پر یہ چند دکھادیتے ہیں۔

عرض اس پر سات ہزار عدد ایک ایسا جہاد جسکو انہی کتابوں کے ساتھ ایک مناسبت ہے اب میں قرآن سے وہ ثبوت پیش کرنا چاہتا ہوں جو اس دنیا کے سات ہزار سال کے متعلق ہے۔

قرآن کریم میں زمین و آسمان کے جہاں کے اندر بنائے اور پھر خلق آدم کا ذکر کرنے کے اندر ایک ماحولی ستر موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ کلمہ شہادت کی کھیل کھیلے ایک تہ ضروریہ اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اور یہ اشارہ تہار و حانی نظام کی تکمیل کی طرف ہے جو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آخر ہزار ششم وہ آخری حصہ اس دنیا کا ہوا۔

میں سے ہر ایک روحانی اور جسمانی تکمیل و استعداد کیلئے خدا تعالیٰ کا خداوند قدرت میں چلے دن اور چلے ہزار کو انہی کھیل کی تکمیل کے لئے قدیم سے

مقرر فرمایا گیا ہے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام چھ دن میں یعنی ہر روز جو دن کے اخیر حصے میں پیدا ہوئے یعنی آپ کے وجود کا تمام و کمال پیرایہ چھ دنوں کا ہوا جو اگر غیر آدم کا ہوتا آیتہ طیارہ ہوتا تھا اور مادی بنائی جو انہی پیرایوں کے ساتھ ہی شریک تھا لیکن کمال خلقت کا دن چھٹا تھا۔ یہی سر ہے جو قرآن شریف ہی کو جو نما نازل ہوتا تھا مگر اس کا کمال وجود ہی چھ دن ہی ہر روز جو اپنے کمال کو پہنچا اور یہ ۱۔ یوم الخلق لکھ دینے کا نازل ہوئی ایسا ہی انسانی نظریہ ہی اپنے تئیں اس کے چھ حصے پر ہی خلقت بشری سے پورا حصہ پاتا ہے جسکی طرف تہ انشاء خدا خلقنا من اشارة ہے

اور وہ مراتب ششم میں (۱) نظف (۲) خلق (۳) مصف (۴) نظام (۵) نظم و نظام (۶) خلق آخر

ایک قانون قدرت ہے جس سے کوئی نقص ہی ہر چند وہ نہ ہو و اسطر کہ اسکو یوں علم و ہوا سے مناسبت ہے۔ پس اس قانون قدرت سے جو روز ششم اور روز ششم کی نسبت معلوم ہوتا ہے مناسبت ہے کہ دنیا کی عمر کا ہر ششم ہی ہی اس کا آخری حصہ ہی عظیم الشان حصہ ہے

اور وہ باطن کسی آدم کی خلق کو چاہتا ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو سلسلہ حادیہ احمدیہ کی راہنمائی رکھتے ہیں اور ملی مذاق سے آشنا ہیں یہ لطیفہ کو بہت جوش ہے کیونکہ اس سلسلہ کے امام کو خدا تعالیٰ نے ہی مناسبت کیو جسے براہین احمدیہ میں آدم کہا اردت ان اختلاف

فخلقت آدم ہرگز اس مقام پر اس ضمن پر بحث نہیں کرنی بلکہ اس ضمن میں صرف یہ عرض ہے لیکن یہ پہلے کہہ چکے ہیں کہ عمر عالم کا مشد قرآن کریم کے بعض اس بنا پر مل گیا ہے کہ

آخری زمانہ میں ایک عظیم الشان مصلح آئینا تھا۔ درجہ جہاں ہم پہلے بیان کر آئے ہیں قرآن شریف کی عرض ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا بھر دو آدم کا زمانہ سات ہزار سال جو قرار دیا گیا ہے اس کے ثبوت کے لئے اولاً عالم کسیر کی خلقت کا بیان

ہو اللہ کی خلق السموات والارض فی سبۃ ایام ہر سبۃ (جو عالم صغیر کی) خلقت کیلئے چھ رات تیار کئے گئے اور یہ پیدائش ہی چھ دن ہوئی۔ اور لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن کریم کو ثابت ہے کہ ہزار سال کا ہوتا ہے ان کو ماضی و ہلک کا الف سبۃ ماضی و ہلک و ہلک و ہلک

اب اس چھ ہزار سال بعد جو آخری ہزار ہے وہ دنیا کا ہرگز کا زمانہ ہے جسکی ہرگز کا زمانہ ہرگز کا زمانہ ہے

رہا کہ قرآن شریف میں یہی وہ العصر ہے جسکا

آدم میں پہلے مرکز ہے جو چھ دن ہوں۔

یعنی خضر مایا ہے۔ اس وقت کہ اعداد ہی حساب اللہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت صلی علیہ السلام کے مبارک شریک جو ہر نبوت کی جہاں میں رک تمام و کمال زمانہ یہ کل سات زمانہ کے ساتھ ملا کر ۷۰۰ برس دو آدم کی خلقت مسلم کے روز فات تک ماضی صلی ہر دن میں اس معلوم ہوا کہ حضرت صلی علیہ وسلم الف خاص میں ہوا ہوتا ہے۔

ایک علمی بحث اس مقام پر اس کہہ لایا کہ نماز کا وقت اللہ کے رکعت خاص میں کچھ اشارہ کیلئے ہے جو ہر نبوت کے ساتھ ہے

کلمہ جو چھ دن میں ہوا اور اس کا کمال ہوا اور اس کی ایک ہجرت تھی ہے جو ہر نبوت کے لئے رنگ میں

احادیث و روایات سے ہرگز ششم میں مقرر کیا گیا ہے اور وہ ہم کی کلمہ جو چھ دن میں ہوا اور اس کا کمال ہوا اور اس کی ایک ہجرت تھی ہے جو ہر نبوت کے لئے رنگ میں

اور وہ ہم کی کلمہ جو چھ دن میں ہوا اور اس کا کمال ہوا اور اس کی ایک ہجرت تھی ہے جو ہر نبوت کے لئے رنگ میں

اور وہ ہم کی کلمہ جو چھ دن میں ہوا اور اس کا کمال ہوا اور اس کی ایک ہجرت تھی ہے جو ہر نبوت کے لئے رنگ میں

اور وہ ہم کی کلمہ جو چھ دن میں ہوا اور اس کا کمال ہوا اور اس کی ایک ہجرت تھی ہے جو ہر نبوت کے لئے رنگ میں

اور وہ ہم کی کلمہ جو چھ دن میں ہوا اور اس کا کمال ہوا اور اس کی ایک ہجرت تھی ہے جو ہر نبوت کے لئے رنگ میں

اور وہ ہم کی کلمہ جو چھ دن میں ہوا اور اس کا کمال ہوا اور اس کی ایک ہجرت تھی ہے جو ہر نبوت کے لئے رنگ میں

اور وہ ہم کی کلمہ جو چھ دن میں ہوا اور اس کا کمال ہوا اور اس کی ایک ہجرت تھی ہے جو ہر نبوت کے لئے رنگ میں

اور وہ ہم کی کلمہ جو چھ دن میں ہوا اور اس کا کمال ہوا اور اس کی ایک ہجرت تھی ہے جو ہر نبوت کے لئے رنگ میں







ان زلزلۃ الشام عظیم

بگڑے قوم نشان ماخذ وند قیدیر چشم بکشا کہ چشم نشان است کبیر

ہم اپریں قتلہ کی جھوٹا ایک ایسا عظیم الشان نشان خدا کے برگزیدہ مہدی و مسیح کی آمد اور صداقت میں ظاہر ہوا ہے جو ہدیوں سے ال دنیا نے نہ دیکھا ہوگا۔

سیرایہ کلام مبارک اور تاریخ سے بے خبری پر دلالت نہیں کرتا بلکہ جیسا کہ میں واقعات کی بنا پر دیکھا ہوں گا۔ حق اور حقیقت پر مبنی ہر ایک شیکسٹ (دراختہ) اور ٹرو تھم (صداقت) سے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ وہی جو خدا تعالیٰ کے من سے نازل ہوا تھا ہے اس کو کھینچ کے نیچے یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی قدیم سے یہی سنت چلی آئی ہے کہ جب کوئی ملک اور ملک دنیا میں اس طرح ظلم کے لئے آتا ہے تو اس کے بعد ہی طبیعتوں میں بیداری کی حالت پیدا کرنے کے لئے اور دنیا پر ان بد اعمالیوں کی پاداش اور عقوبت کے لئے جن کی کثرت اس مامور کی بعثت کا موجب اور باعث ہوئی ہے خدا تعالیٰ نے مختلف رنگوں میں عذاب الہی نازل کرتا ہے۔ اس عذاب کے نزول میں ایک یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کا مامور اور اس کی جماعت ہی نہیں اسباب عادیہ اور قوانین قدریر کے ماتحت ہوتے ہیں جو وہ خود پر حکومت کرتے یا اثر دیتے ہیں اسلئے خدا تعالیٰ مامور اور اس کی قوم کے ساتھ اس نشان عظیم ظاہر کر کے جو وہ مامور پر رحمت اور مخلص مومنین کے ازلیہ ایمان کا باعث ہو جاتا ہے۔ صفت اللہ سے ناواقف اور مامور دنیا کی سیرۃ پتہ گاہ نکرنے والی قوم ان باتوں کو سن کر ہنسی اور میسائی اور شوخی میں ترقی کرتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کے مامور کو ماننے والے اور اس پر ایمان لائے والے ان مذاہبن اور عقاید کو ایک نیا ایمان عطا کرنے والے ملانگہ اور تفریق کی حالت پیدا کر کے والے الامم سمجھتے ہیں۔ چنانچہ خود خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ماموروں کے کھار سال اور نزول عذاب کے متعلق فرمایا ہے۔ وما ارسلنا فی قریبہ من نبی الا اخذنا اہلہا۔

بالیاساء والضرہ لعلہم یستزحون اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ وما کنا معذبہن حتی نبعث رسولاً۔

یعنی جب کوئی نبی اور رسول مامور ہو کر مبعوث ہوتا ہے تو اس کے ساتھ عذاب بھی آتا ہے۔ پس عذاب الہی اور خدا کے مامور و مرسل کی بعثت ایک پہلو سے لازم و ملزوم ہیں۔ مومنوں اور مومنہ کی بعثت اور انسان ہوتا ہے کہ اگر وہ کم از کم مامور کی بعثت اور اس کی اول دعوت پر کسی وجہ سے قبول کرنے کی توفیق پائے تو جب آسمان کی حالت بدلی ہوئی دیکھے تو خدا کے خوف سے غم و غمادے۔ مگر تھوڑے ہوتے ہیں جو عبرت حاصل کرتے ہیں۔

اسکے نمونے ہر زمانہ میں جب خدا کے مامور آتے ہیں۔ دیکھئے گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کی مجید کتاب ان امور پر پوری روشنی ڈالتی ہے۔ اس وقت جو خدا کے فضل سے ہر ایک مامور دنیا میں آیا ہے اور جیسا کہ پہلے سے مقدم تھا اور نبیوں اور رسولوں کی معرفت وعدہ دیا جا چکا تھا اسلئے سارے نشان ظاہر ہو چکے اور ہر جہ میں شمس ہیں کے قریب زمانہ گذرنا ہے کہ جب اس لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی اور اطلاع پاکر انی کتاب برائے اس مہدیہ میں ہے۔ الہام شائع ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں سال کا زمانہ گذرنا ہے۔

دنیا میں ایک نذریر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کر لیا اور بڑے زور اور جلال میں اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

جب اسے وحی ہوئی اس وقت وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ زور اور جلال کو جسے میں اسے ہرگز معلوم نہ تھا کہ وہ دنیا میں ایک رسول اور مامور کی حیثیت سے آیا ہے۔ ان وہ یہ جانتا تھا اور ایمان لاتا تھا کہ یہ خدا تعالیٰ کے وحی ہے اور اس پر تری ہے اور اس کے متعلق ہے۔ اس وحی کو اس نے مختلف اوقات اور مختلف تہنیفا میں اپنی تائید میں پیش کیا۔ جب وہ مہدیہ میں اسے خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر بیعت کا احسان شائع کیا تو اس میں الہام شائع کیا۔ واضح الفلک باعوضا ووجہنا واکتھا طفی فی الدین ظلموا انہم معرقون۔

خدا تعالیٰ کی مجید کتاب سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ وحی حضرت نوح علیہ السلام کو ہوئی تھی۔ اور اس کے وقت میں جو ظلم ناک طوفان آیا۔ یہ وحی اس کی خبر دیتی اور مخلوق کے مرقع ہونے کی پیشگوئی کرتی تھی۔ خدا کا یہ مامور بچائے خود سمجھتا تھا کہ دنیا پر کوئی عذاب شدید آئے والا ہے۔

اور دنیا میں ایک نذریر آیا۔ والہا الہام یہی تائید کرتا تھا۔ اور اس وحی بیعت سے یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ خدا کا یہ مامور نوح کا ہی نہیں ہے۔ لیکن ابھی تک اس عصر ناواقف تھے کہ کیا ہوئے والا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے اپنی کئی کئی وحی کے ذریعہ آپ پر ظاہر کر دیا کہ انیوالا موعود سچ تو ہی ہے اب اس کے بعد دنیا کی کتاب میں ایک نیا زمانہ شروع ہوا۔

ہر طرف سے شور و مخالفت بلند ہوا۔ اور جو جس سے ہو سکا۔ جسے اس کی مخالفت میں کیا اور اپنی ناکامی اور ناکامی کو خوب ہی دیکھا مگر بنی بے حیائی کے مقتدر امدادوں اور ناکامیوں پر بھی شوخی اور شرارت برپا رہی تھی۔ اس وقت کوئی تاریخ لکھنے نہیں سکتا تھا۔ صرف عام واقعات کو یاد دلانا ہے۔ جو ان میں مخالفت برپا رہی تھی۔ شوخی اور شرارت میں ترقی ہوئی خدا کی طیرت بھی جوش زن ہوئی تھی۔ جب اس کے نشانوں سے لاپرواہی کی گئی تو اس وقت اللہ کے موافق وہ نشان ظاہر ہونے لگے جو عذاب کے نشان تھے۔

چنانچہ جب یہاں نشان اور خدا کا زور اور جلال کا ان کے دل میں ظاہر ہوا۔ مخلصوں کو ذریعہ جو کہ حالت ملک و مال کی ہوئی ہے۔ وہ کسی بیان کی محتاج نہیں رہی۔ مگر افسوس جس عذاب الہی کی اس دور و مدت قوم نے اس ملک کو خبر دی تو بنائے ملک (اسکو ہی) نہیں اور بیستوں میں آگیا اور اس کی کچھ پروا نہ لی۔ بلکہ ملک تباہ ہو گیا۔ اور تیسویں اور پورانی کی تعداد بڑھ رہی ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ ناظرین کے سامنے ایک اور امر بھی پیش کروں شاید کسی سمیدہ انظرت کو فائدہ ہو۔ یہاں مہدیہ میں خدا تعالیٰ نے کچھ امور ہرگز دور اور حلقوں کا ذکر کیا۔ اور ہر نوح نام رکھا اور کشتی بنانے کا حکم دیا اور ایک فرق ہونے والی قوم کا نشان بتایا۔ اور اسی بزم میں سچ ابن مریم بھی ظہور پایا۔ اب اگر یہ انسانی منصوبہ اور خیال باقی نہیں۔ تو قطع نظر اس کے مہدیہ میں اللہ خود اور فلاح کا وارث نہیں ہوتا۔ عام طور پر کسی منصوبہ باز کی نظر نہیں مل سکتی جو خدا کے بعد زمانہ پہلے خبر دے اور وہ واقعات کی زندگی میں پورے ہوں۔ یہ سب ممکن ہے کہ جب تک کہ خدا کی طرف سے ہر مامور صادق ہو۔ ان میں جب ہم دیکھتے ہیں ان واقعات اور بھی بڑی روشنی پڑتی ہے۔ چنانچہ سچ نے اپنی وجہ اور اس کے بوا نشان بتائے ہیں۔ ان پر غور کرو تو عجیب عجیب باتیں معلوم ہوتی ہیں چنانچہ سچ نے اپنے وہ بارہ آئینہ نشان بتایا ہے کہ ان دونوں میں شرت سورج اندر ہر جہاں لگا۔ اور چاند اپنی روشنی

نہیں دلیگا اور ستارے آسمان کو گر جائیں گے اور آسمان کی قوتیں بل جائیں گی۔ تب ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آئے دیکھیں گے اور وہ نرنگے کے بڑے شور کے ساتھ اپنے فرشتوں کو ہر جہاں گا اور دوسرا دیکھ کر بڑے گرجا اور غلط فہمی اس کی اس حد سے اس حد تک جمع کر لیں گے جیسے ہم سب کچھ دیکھتے ہو حالانکہ وہ نزدیک بلکہ دور ازہر ہے۔ میں نہیں سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب کچھ ہونے کے اس زمانہ کے لوگ گذر جائیں گے آسمان و زمین بل جائیں گی ہر میری تاثیر ہرگز نہ ٹلے گی لیکن اس دن اور اس لمحہ کی کو میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتوں

کے کوئی نہیں جانتا جیسا کہ نوح کے دونوں بیٹے ویسای ابن آدم کا آنا ہی ہوگا کیونکہ جس طرح ان دونوں میں طوفان کے پہلے کہا تھا ہے بیاہ کر لیا جاتے تھے اس دن تک کہ نوح کشتی پر بڑا نا اور نہ جانتے تھے جینک کہ طوفان آیا اور ان سب کو لے گیا۔ اس طرح ابن آدم کا آنا ہی ہوگا یعنی جہاں کہ نوح کی کشتی بنائے سے پہلے لوگ اس دن اور آرام سے بیٹھے تھے کوئی ارجمی یا سادی عاوضہ اور خیر وارد نہ تھا اسی طرح ابن آدم میں کچھ بھی لوگوں کے آرام اور خوشحالی کے وقت میں آگیا اور اس کے لئے جسے کسی قسم کا عاوضہ لوگوں پر نازل نہیں ہوگا بلکہ معمولی طور پر اس اور راحت سے دنیا اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوئی۔

دیکھو مئی باب ۲۴۔ حضرت سچ کے اس بیان میں بظاہر صورت و مقدر متناقض ہے۔ ناظرین نے سچ پر کیا کیا کچھ اور جنوں نے اپنے اپنے سے پہلے اس امر کو فروری ٹھہرایا کہ سورج اندر ہو جائے اور چاند روشنی دے اور ستارے آسمان کے زمین پر گر جائیں۔ سو ان علامات کو اگر ظاہر ہو جائے تو یہ سنی ہر ہی البطلان میں کیونکہ جس وقت سورج اندر ہو گیا اور چاند کی روشنی جاتی رہی تو یہ دنیا کیونکر نوح کے زمانہ کی طرح اس سے آباد رہتی ہے۔ پہلا یہ بھی جائے دو شاید دنیا کثرت مصیبت کے ساتھ گذرے کہ اس کے لیکن میں پرشاروں کے گرنے سے کیا زمین کے باشندوں میں سے کوئی باقی رہ سکتا ہے سچ تو یہ ہے کہ اگر آسمان کا ایک ہی ستارہ زمین پر گرے تو تمام دنیا کے خاک کر لیں گے کافی ہے کیونکہ کوئی ستارہ جو اس طول میں زمین کے سورہ سے کم نہیں ہے ایک ستارہ کہ گرنے میں کی تمام آبادی کو دبا سکتا ہے۔ یہ جانے کہ تمام ستارے زمین پر گر جائیں اور ان کے گرنے سے ایک آدمی کو بھی